روحانیت کے دو زبردست ستون

نونہالانِ جماعت سے دردمندانہ اپیل

مرزا بشیر احمد ایم۔اے

الناشر: نظارت دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان (پنجاب)

۱۹۶۷ء

تعداد ۵ ہزار

حقیقی تقویٰ اور دُعاء

کے متعلق

حضرت مسیح موعودؑ کا فرمان

(۱) ـــــ "اس زمانہ کی بدیوں اور جذبات سے محفوظ رہنے کیلئے صرف انسان کی اپنی کوشش کافی نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے رحم و حفاظت اور فضل کی بھی ضرورت ہے۔ جس کے حاصل کرنے کا ذریعہ صرف دُعا ہے۔ نرا زہد ظاہری (جو انسان اپنی سعی اور کوشش سے کرتا ہے) کارآمد نہیں ہو سکتا جب تک خدا تعالیٰ کا رحم، حفاظت اور فضل ساتھ نہ ہو۔ اور اصل تو وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ جیسے ہر ایک چیز کا ایک ظاہر ہوتا ہے ایسے ہی زہد اور تقویٰ کا بھی ایک ظاہر ہوتا ہے۔ اکثر لوگ بظاہر متقی اور زاہد ہوتے ہیں لیکن جب تک خدا کا فضل رحم بھی شامل حال نہ ہو تب تک وہ زہد اُس کے کام نہیں آسکتا۔ حقیقی پاکیزگی اور حقیقی زہد اور تقویٰ اللہ تعالیٰ کے فضل رحم سے ملتا ہے۔"

(تقریرین صفحہ ۵)

(۲) ـــــ "دوسرا طریق حقیقی پاکیزگی اور خاتمہ بالخیر کے حاصل کرنے کا جو خدا تعالیٰ نے سکھایا ہے جو دراصل سب سے مقدم ہے وہ دُعا ہے۔ اسلئے جس قدر ہو سکے دُعا کرو۔ یہ طریق اعلےٰ درجہ کا مفید اور مجرب ہے۔ کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ تم مجھ سے دُعا کرو میں تمہارے لئے قبول کروں گا۔ دُعا ایک ایسی چیز ہے جس کے ساتھ مسلمانوں کو دوسری قوموں پر فخر کرنا چاہیئے۔"

(ایضاً صفحہ ۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہٖ المسیح الموعود

رُوحانیت کے دو زبردست ستُون

نونہالانِ جماعت سے دردمندانہ اپیل

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

مَیں اپنی موجودہ بیماری میں کئی دفعہ سوچتا رہا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُرانے صحابہ اب صرف خال خال رہ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مبارک ہستیوں کی زندگی میں برکت دے اور انہیں تادیر جماعت میں سلامت رکھے اور ان کے وجود سے جماعت کو زیادہ سے زیادہ متمتع فرمائے۔ مگر بہرحال خدا تعالیٰ کے اٹل قانونِ قضا و قدر کے ماتحت یہ چند نفوس اب گویا چراغِ سحری کے حکم میں ہیں۔ جنہیں کسی معمولی سے معمولی بیماری یا معمولی سے معمولی حادثہ کا دھکا اس عالمِ ارضی سے عالمِ بالا کی طرف منتقل کر سکتا ہے۔ بے شک ایسے صحابہ کی تعداد ابھی کافی ہے جنہوں نے اپنے بچپن کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود

علیہ السّلام کو دیکھا اور حضورؑ کا کچھ کلام بھی سُنا اور گو اُن کا وجود بھی بہت غنیمت ہے۔ لیکن اوّل تو یہ طبقہ بھی اب کم ہو رہا ہے اور پھر اِن دوسرے درجہ کے صحابیوں کو اُن السّابقون الاوّلون صحابہ سے فی الجملہ کیا نسبت ہے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی لمبی صحبت کا شرف حاصل کیا اور شب و روز حضور کے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے کھڑے ہو کر جہاد فی سبیل اللہ میں حصّہ لیا اور خدا تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانوں کو بارش کے قطروں کی طرح نازل ہوتے دیکھا اور حضور کے مقناطیسی وجود کے ساتھ متصل ہو کر گویا خود بھی علیٰ قدرِ مراتب مقناطیسی وجود بن گئے اور خدا تعالیٰ نے انہیں رویائے صالحہ اور کشوف اور الہام کے شرف سے نوازا۔ گویا ایک طرف انہیں عبادت اور دعاؤں میں شغف عطا کیا۔ اور دوسری طرف اُن کی دعاؤں کو خاص قبولیّت بخشی اور انہیں علیٰ قدرِ مراتب اپنے کلام سے مشرّف فرمایا۔ ذٰلك فضل اللہ یؤتیہِ من یّشاء و اللہ ذو فضلٍ عظیم۔

الغرض مَیں اپنی موجودہ بیماری میں اِن باتوں کے متعلق کافی سوچتا رہا اور مَیں نے ارادہ کیا کہ مجھ میں کچھ طاقت آئے تو جماعت کے نوجوانوں میں تحریک کروں کہ وہ اپنے اندر تقویٰ کا شعار اور دعاؤں کی عادت پیدا کر کے گزرنے والے

صحابہ کی جگہ لینے کی کوشش کریں۔ تا جماعت میں رُوحانیت کا خلا نہ پیدا ہونے پائے اور جماعت کا قدم ہر آن ترقی کی طرف اٹھتا چلا جائے اور جماعت کی رُوحانیت ہمیشہ اعلیٰ مقام پر فائز رہے۔ چنانچہ اپنے اِس خیال بلکہ غیبی تحریک کے ماتحت مَیں نے مسجد مبارک ربوہ کے امام صاحب کو بھی ایک دن تحریک کی کہ وہ اِس کے متعلق جمعہ میں خطبہ دیں۔ جماعت کے نوجوانوں میں تقویٰ اللہ اور دعاؤں کی عادت پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔ اور ساتھ ہی جماعت کے بعض دوسرے علماء کو بھی تاکید کی کہ وہ اپنے مضامین اور تقریروں میں بھی اِس کا خیال رکھیں تا جماعت کی صفِ دوم صفِ اوّل کی قائم مقام بننے کے لئے تیار ہو سکے۔ اور خاص عبادت گزاروں اور دعائیں کرنے والوں اور رؤیا صالحہ اور کشف و الہام سے مشرف ہونے والوں کا سلسلہ جماعت میں تا قیامت جاری رہے۔ اور اگر سب نہیں تو کم از کم ایک طبقہ ہی اِس مبارک مقام پر فائز رہ کر جماعت میں رُوحانی زندگی کے چمکتے ہوئے آثار قائم و دائم رکھ سکے۔

مَیں اِن خیالات میں ہی غرق تھا کہ اچانک الفضل کی اشاعت مورخہ ۲۲ جون ۱۹۵۶ء میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا ایک تازہ خطبہ نظر سے گزرا۔ یہ خطبہ حضور نے

یکم جون کو کوہِ مری میں دیا تھا جہاں حضور آجکل تشریف لے گ
ہوئے ہیں۔ اور اس میں بعینہٖ وہی مضمون بیان کیا گیا ہے جس
متعلق میں اپنی بیماری میں سوچتا رہا ہوں۔ دوستوں کو چاہیئے
اس خطبہ کو بڑی توجہ اور بڑے غور کے ساتھ پڑھیں اور ا
تمام احمدی مسجدوں میں جمعہ کے خطبہ کے طور پر سُنایا جائے ا
جماعت کو اس کے مضامین کی طرف بار بار توجہ دلائی جائے ا
کثرتِ تکرار کے ذریعہ اسے احمدی نوجوانوں کے دلوں میں اِس ط
راسخ کر دیا جائے کہ وہ گویا اُن کے جسم کا حصّہ بن جا
اور ایک مبارک بیج کے طور پر اُن کے دِل و دماغ م
دیا جائے۔

دراصل گو اِسلام کے احکام سینکڑوں ہیں مگر رُوحانیت
کا خلاصہ دو باتوں میں آجاتا ہے۔ یعنی ایک تقوٰے او
دوسرے دعاؤں میں شغف۔ تقویٰ دِل کی پاکیزگی اور طہا
نفس کے لئے بطور جڑھ کے ہے۔ اور دعاؤں میں شغف خ
کے ساتھ ذاتی تعلق کا بنیادی ستون ہے۔ نماز۔ روز
زکوٰۃ وغیرہ بے شک سب نہایت اعلےٰ درجہ کے نیک اعمال
ہیں۔ جن کے بغیر دین کامل نہیں ہوتا۔ مگر نیکی کی جڑھ تقوی
ہے جو اعمال کے ظاہری جسم کے مقابل پر رُوح کا حُ
رکھتا ہے۔ اِسی لئے خدا تعالےٰ نے تقویٰ کا صدر مقا

دل کو قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا فانّھا من تقوی القلوب یعنی خدائی آیات کی قدر و قیمت تقوی کے ذریعہ ہی حاصل ہوتی ہے۔ جس کا صدر مقام دل ہے۔ اور اسی کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:-

ہر اک نیکی کی جڑھ یہ اتّقا ہے
اگر یہ جڑھ رہی سب کچھ رہا ہے

نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ وغیرہ میں عادت اور ریا اور نمائش کا دخل ہو سکتا ہے مگر تقوی کی رُوح جو دِل کی گہرائیوں میں جاگزیں ہوتی ہے وہ عادت اور ریا کی آلائش سے لازماً پاک رہتی ہے۔ دراصل تقوی ایک خالص طاہر اور مطہّر جوہر ہے جو دل میں پیدا ہوتا اور پھر سارے اعضاء پر اس طرح چھا جاتا ہے جس طرح کہ ایک وسیع اور گھنا بادل زرخیز زمین پر چھا کر اُسے سیراب کرتا ہے۔ مگر تقوی کے بغیر انسان کے اعمال ریت کے خشک ذرّوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ مَیں نے بے شمار آدمیوں کو دیکھا ہے جو بظاہر نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ کے پابند نظر آتے ہیں مگر اُن میں تقوی کی رُوح مفقود ہوتی ہے۔ اُن کا جسم بظاہر پاک وصاف دکھائی دیتا ہے مگر اُن کے دل میں جذام کے داغوں نے غلبہ پا کر اس کی اعلیٰ صفات کو خاک میں ملا دیا ہوتا ہے۔ وہ ذرا ذرا سی بات پر ناجائز باتوں کی طرف

اس طرح لپکتے ہیں جس طرح ایک بھوکی گدھ کسی مُردار کُتّے کی لاش
کی طرف بھاگ کر آتی ہے۔ اور حرام مال کھانا اور حرام مال
کے ذرائع تلاش کرنا اور حرام باتوں میں مستغرق رہنا گویا اُن کا دا
رات کا مشغلہ ہوتا ہے۔ پس یہ ایک یقینی بات ہے کہ اصل نیکی
نماز روزہ وغیرہ میں نہیں ہے بلکہ اصل نیکی دِل کے تقویٰ میں ہے
جو بطور جڑھ کے ہے۔ اور تقویٰ سے مراد وہ نیکی کا مستقل جذبہ
ہے جس کے ماتحت ایک انسان اپنے ہر حرکت و سکون اور ہر
قول و فعل میں خدا کی طرف دیکھتا ہے اور کوئی قدم اُس کے
منشاء کے خلاف نہیں اٹھاتا۔ وہ ہر وقت خدا کی رضاء کے
رستوں کو تلاش کرتا اور اُس کی ناراضگی کے مواقع سے اِس طرح
بچتا ہے جس طرح ایک ہوش حواس رکھنے والا انسان سانپ
یا شیر سے بھاگتا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ نماز بھی اسی شخص کی نماز
ہے جس کے دِل میں تقویٰ ہے۔ اور روزہ بھی اسی شخص کا روزہ
ہے جس کے دِل میں تقویٰ ہے اور زکوٰۃ بھی اسی شخص کی زکوٰۃ
ہے جس کے دِل میں تقویٰ ہے باقی سب عبادتیں سوکھی ہوئی شاخ
ہیں جن کے ٹوٹ کر گر جانے کا ہر وقت خطرہ ہے۔

پس ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ اپنے دِل میں تقویٰ پیدا
کریں اور یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ تقویٰ کسی خاص نیک عمل کا
نام نہیں ہے بلکہ تقویٰ خدا کی رضا کی تلاش اور اُس کی ناراضگی

سے بچنے اور ہر بات میں خدا کو اپنی ڈھال بنانے کا نام ہے اور یہ وہ جذبہ ہے جس کا صدر مقام دِل ہے اور جس سے ہر نیک عمل کی آبپاشی ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کیا خوب فرماتے ہیں :۔

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سُنو ہے حاصِل اسلام تقویٰ
خدا کا عشق مَے اور جام تقویٰ
مسلمانو بناؤ تام تقویٰ
کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ
یہ دولت تُو نے مجھ کو اَے خدا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ممتاز صحابی حضرت ابیّ بن کعب رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ تقویٰ سے کیا مراد ہے۔ انہوں نے مثال دے کر سمجھایا کہ متقی وہ شخص ہے جو دُنیا میں اس طرح زندگی گزارے جس طرح کہ ایک خاردار جھاڑیوں والے رستہ میں سے گزرنے والا انسان چاروں طرف سے اپنے جِسم اور لباس کو بچا کر گزرتا اور پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہے۔

پس رُوحانیت کا درسِ اوّل یہ ہے کہ ہمارے دوست

اور خصوصاً نوجوان دوست تقویٰ اختیار کریں۔ وہ بے شک دُنیا
کے کاموں میں حصّہ لیں۔ مادّی علوم سیکھیں۔ سائنس میں ترقی
کریں۔ تجارت کو فروغ دیں۔ صنعتوں کو بڑھائیں۔ زراعت کو
کمال تک پہنچائیں۔ شادیاں رچائیں۔ اولاد کی خوشیاں منائیں
معصوم تفریحوں کی مجلسیں جمائیں مگر اُن کے سینوں میں تقویٰ
اور خشیۃ اللہ کا شاداب درخت ہمیشہ لہلہاتا رہے۔ یعنی
"دست با کار ہو اور دل با یار"

دوسری چیز جو رُوحانیت کی جان کہلانے کی حقدار ہے وہ **دُعاؤں کی عادت** اور دعاؤں میں شغف ہے۔ یہ نیکی ایک طرف تو تقویٰ کا لازمی نتیجہ ہے۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ ایک متقی انسان جو خدا کا خوف دل میں رکھتا ہے دعاؤں کی طرف سے غافل رہے۔ اور دوسری طرف یہ نیکی تقویٰ کو زندہ رکھنے کا ذریعہ بھی ہے۔ گویا یہ نیکی تقویٰ کا سبب بھی ہے اور اس کا نتیجہ بھی۔ اور حق یہ ہے کہ دُعا اسلام کی جان ہے کیونکہ یہی وہ چیز ہے جس سے انسان کا اُس کے آسمانی آقا اور خالق و مالک کے ساتھ ذاتی تعلق قائم ہوتا ہے۔ جس دین میں خدا کے ساتھ انسان کا ذاتی تعلق قائم نہیں ہوتا وہ دین ہرگز کوئی دین نہیں بلکہ محض ایک مُردہ لاش یا ایک خشک شاخ ہے جس کی کوئی قیمت نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ

نے قرآن میں اور ہمارے پیارے آقا محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے حدیث میں دُعا پر بہت زور دیا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے ادعونی استجب لکم۔ یعنی اَے میرے بندو اپنی ہر ضرورت مجھ سے مانگا کرو۔ میں تمہاری دُعاؤں کو قبول کروں گا۔ مگر ضروری ہے کہ تم بھی میرے احکام کو مانو۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ یعنی اَے رسول تو لوگوں سے کہہ دے کہ اگر تم خدا کے ساتھ دُعا کے ذریعہ تعلق قائم نہیں کروگے تو خدا کو بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ دُعا سے مُراد رسمی دُعا نہیں بلکہ حقیقی درد و سوز کی دعا مراد ہے جس میں انسان کا دل گویا پگھل کر خدا کے دروازہ پر گر جائے۔ چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ آپ اس درد و سوز کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا کوئی ہنڈیا اُبل رہی ہے۔ اور اس زمانہ میں سلسلہ احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

"دُعا میں اللہ تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا نے مجھے بار بار بذریعہ الہام یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ ہوگا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے۔ اِس کے سوا کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں۔ جو کچھ

ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا اس کو ظاہر کر کے دِکھا دیتا ہے مگر اکثر لوگ دُعا کی اصل فلاسفی سے ناواقف ہیں اور نہیں جانتے کہ دُعا کے ٹھیک ٹھکانے پر پہنچنے کے واسطے کس قدر توجّہ اور محنت درکار ہے۔ دراصل دُعا کرنا ایک قسم کی موت کا اختیار کرنا ہے۔"

پس ہمارے احباب کو اور خصوصاً نوجوان عزیزوں کو دعاؤں کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اس کے بغیر خدا کے ساتھ ذاتی تعلق ہرگز قائم نہیں ہو سکتا۔ اور دین محض ایک بے جان سی چیز بن کر رہ جاتا ہے۔ اور خدا کے تازہ نشانوں سے محروم ہو کر صرف ایک قصہّ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ مگر جیسا کہ مَیں نے اُوپر بیان کیا ہے دُعا حقیقی دعا ہونی چاہیئے جس کے ساتھ دِل کا انتہائی سوز و گداز شامل ہو اور اگر دِل کی ہنڈیا نہیں اُبلتی تو کم از کم دِل سے دھواں تو اُٹھے۔ پس چاہیئے کہ خدا کے دامن سے اِس طرح چمٹے رہو کہ وہ ایک مہربان باپ کی طرح تمہاری جھولی بھرنے میں خوشی محسوس کرے۔ مگر یاد رکھو کہ دُعا ایک یا دو یا تین وقت کی دُعا کا نام نہیں۔ بے شک خدا چاہے تو بندے کی پہلی پکار پر ہی اس کی دُعا قبول کرے مگر اکثر ایسا نہیں ہوتا بلکہ خدا کی یہ سنّت ہے کہ

وہ بندے کے صبر اور استقامت کو بھی آزماتا ہے۔ اور بعض اوقات لمبا سلسلہ دُعاؤں کا چلنے کے بعد قبولیّت کا وقت آتا ہے بلکہ بعض بزرگوں کے متعلق تو یہاں تک لکھا ہے کہ انہوں نے بیس بیس سال مسلسل دُعا کی اور پھر کہیں جا کر اُن کی دُعا قبول ہوئی۔ لیکن اِس زمانہ کی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے خدا نے اذا الجنّۃُ اُزلفت کے الفاظ فرمائے ہیں۔ "یعنی آخری زمانہ میں جنّت مومنوں کے قریب کر دی جائیگی"۔ اِسلئے شاید وہ اب لوگوں کو اتنا نہ آزمائے جتنا کہ پچھلے لوگوں کو آزمایا گیا۔ مگر کچھ نہ کچھ صبر اور استقامت کا نمونہ تو بہر حال دکھانا ہوگا۔

دُعا کے متعلق یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اکثر فرمایا کرتے تھے دُعا کے معاملہ میں خدا کا سلوک اپنے بندوں کے ساتھ دوستانہ رنگ کا ہوتا ہے۔ کبھی وہ اپنے بندوں کی بات مان لیتا ہے اور کبھی اُن کی تربیت کے لئے اپنی بات منواتا ہے۔ پس اگر خدا کسی دُعا کو ردّ کر دے تو اس پر دلگیر مت ہو اور صبر اور شکر سے کام لو۔ اور یقین رکھو کہ اسی میں تمہاری بہتری تھی۔ دیکھو ایک نادان بچہ بسا اوقات آگ کے خوبصورت اور روشن شعلوں کو دیکھ کر ان کی طرف شوق سے لپکتا ہے مگر ماں باپ اُسے روک دیتے ہیں اور وہ اُن کے روکنے پر روتا بھی ہے مگر وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ پس اگر کوئی دُعا ردّ ہو جائے تو اس پر خدا سے تعلق نہ توڑو بلکہ اور زیادہ مضبوط کرو کیونکہ خدا مستقبل کی باتوں کو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور وہ

تمہاری بہتری کو تم سے زیادہ سمجھتا ہے۔

اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ سچے مومن کی ہر دُعا قبول ہوتی ہے مگر اس کے قبول ہونے کی صورتیں مختلف ہیں۔ (۱) یا تو خدا اپنے بندے کی دُعا اسی صورت میں قبول فرما لیتا ہے جس صورت میں کہ وہ مانگی جاتی ہے۔ اور (۲) یا اگر یہ دُعا خدا کی کسی سنّت یا مصلحت کے خلاف ہوتی ہے یا خود دُعا مانگنے والے کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے تو وہ اُسے ظاہری صورت میں قبول کرنے کی بجائے اس سے کوئی ایسی تلخ تقدیر جو اس پر آنے والی ہوتی ہیں ٹال دیتا ہے۔ اور (۳) یا پھر اس کے لئے آخرت میں کوئی نعمت مخصوص کر دیتا ہے۔ گویا سچے مومنوں کی دُعا تو ضرور قبول کرتا ہے مگر اس کی قبولیت کی صورت مختلف ہو سکتی ہے۔ پس دُعا کرنے والے کو کسی حالت میں بھی دلگیر یا مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمارا آسمانی آقا ہر حال میں رحیم و کریم آقا ہے جس کی رحمت میں شک کرنا کفر میں داخل ہے۔ جس نے خدا کی رحمت میں شک کیا وہ گیا۔ بعض بزرگوں نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ خدا کی رحمت کے بعض پہلوؤں سے شیطان بھی محروم نہیں ہے۔ پس آپ لوگ جو ایک خدائی مامور کی جماعت ہیں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے آخرین منھم والے متبعین میں شامل ہیں کیوں مایوس ہوتے ہیں؟ ولا ییئس من روح اللہ الّا القوم الکافرون۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دعا اس الحاح اور درد اور انہماک

کے ساتھ کی جائے اور خدا کے دامن کے ساتھ اس طرح لپٹا جائے اور اس کے بابِ رحمت پر اپنے آپ کو اس طرح پھینکا جائے کہ وہ ارحم الراحمین آقا اپنے بندے کی تضرعات کے جواب میں کچھ نہ کچھ انکشاف بصورت رؤیا یا کشف یا الہام کرنے کے لئے حرکت میں آجائے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اگر بندہ خدا کی طرف قدم قدم چل کر آتا ہے تو وہ اس کی طرف دوڑ کر پہنچتا ہے۔ پس اگر دُعا میں سوز و گداز کی صحیح کیفیت پیدا ہو جائے تو خدا ضرور کسی نہ کسی رنگ میں اپنا منشاء ظاہر فرما دیتا ہے۔ خصوصاً جب کہ دُعا میں ایک گونہ استخارہ کی کیفیت بھی پیدا کر لی جائے۔ میرا تجربہ ہے کہ حقیقی دُعا جواب سے خالی نہیں رہتی گو جواب کی صورت مختلف ہو سکتی ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے اس کے لئے دِل کا تقویٰ اور سوز و گداز کی کیفیت اور صبر و استقامت کا مقام ضروری شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

الّذین اٰمنوا وکانوا یتّقون لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدّنیا و فی الاٰخرۃ لاتبدیل لکلمٰت اللہ۔ ذٰلک الفوز العظیم۔

"یعنی جو لوگ سچا ایمان لاتے ہیں اور پھر اس کے ساتھ تقویٰ بھی اختیار کرتے ہیں اُن پر خدا کے فرشتے خدائی بشارتیں لے کر نازل ہوتے ہیں جو دُنیا اور آخرت دونوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ ایک ایسا وعدہ ہے جو ہمیشہ رہے گا۔

اللہ کبھی نہیں بدلے گا۔ اور یہ ایک عظیم الشان کامیابی ہے جس کا رستہ سب مومنوں کے لئے کُھلا ہے "

پس خدا کی طرف سے رؤیا اور کشوف اور الہامات کے نزول کے لئے سچّا ایمان اور دل کا تقویٰ جو دینداری کی رُوح ہے لازمی شرط ہے۔ اور اس شرط کو پورا کرنے والا مومن جو خدا کے دروازہ پر دُعاؤں کے ذریعہ گرا رہتا ہے۔ کبھی بھی بشاراتِ ربّانیہ سے محروم نہیں رہتا۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ رستہ بہت نازک ہے اور اس میں بعض اوقات ٹھوکر کا سامان بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اسلئے چوکس رہو کہ شیطان دھوکے میں نہ ڈال دے۔ اور کسی سچّی خواب آنے یا سچّا الہام ہونے پر ہرگز تکبّر سے کام نہ لو بلکہ عاجزی اور انکساری کے ساتھ خدا کا شکر ادا کرو کہ اُس نے تمہیں اپنی ایک نعمت سے نوازا ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ کے مقابل پر تکبّر کرنے والے بلعم باعور نے کس طرح ٹھوکر کھائی کہ ملہم بنتے بنتے ذلّت کے گڑھے میں جا گرا اور خدا نے اس کے لئے کُتّے کی مثال دی۔ پس یہ مقامِ شُکر بھی ہے اور مقامِ خوف بھی۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اسلامی رُوحانیت کا ماحصل تقویٰ اور دُعا ہے۔ یہ دونوں چیزیں رُوحانیت کی جان ہیں۔ پس ہماری جماعت کو عموماً اور ہمارے نوجوانوں کو خصوصاً ان دو باتوں کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے تاکہ شیطان اُن کی طرف سے بالکل مایوس ہو جائے۔ وہ اپنے دِل میں تقویٰ پیدا کریں جو نیکی کی رُوح اور اعمالِ صالحہ کی جڑھ ہے۔

جس کے متعلق یہ بالکل سچ کہا گیا ہے کہ " اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے" - اور پھر وہ دُعاؤں کی عادت ڈالیں جو خدا کے ساتھ ذاتی تعلق پیدا کرنے کی ایک مضبوط کڑی ہے - اور اپنی دعاؤں میں ایسا سوز و گداز پیدا کریں اور خدا کے دامن سے اِس طرح لپٹیں کہ اُس کی رحمت انہیں چاروں طرف سے گھیر لے اور وہ لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ کے سچے مصداق بن جائیں اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی بھی ایسے رنگ میں تربیت کریں کہ ان کے بعد وہ بھی ان نعمتوں کے حامل بن جائیں جو خود انہیں حاصل ہوئی ہیں تا یہ سلسلہ قیامت تک چلتا چلا جائے اور جماعت کی رُوحانیت نہ صرف ہمیشہ قائم رہے بلکہ اس کا ہر قدم پہلے قدم سے آگے اُٹھے اور برابر اُٹھتا چلا جائے وَما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز-

جیسا کہ مَیں نے شروع میں بیان کیا ہے اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کم ہوتے جاتے ہیں اور بہت ہی تھوڑے رہ گئے ہیں اور پُرانے صحابی تو چند گنتی کے نفوس سے زیادہ نہیں - پس نوجوانوں کا فرض ہے کہ وہ آگے آکر اُن کی جگہ لیں اور تقویٰ اور دُعاؤں کی عادت میں اتنی ترقی کریں کہ صحابہ کی طرح خدا کے تازہ بتازہ نشانوں کے مورد بن جائیں - اُن کے کانوں میں خدا کی آواز گونجے اور اُن کے ہونٹوں پر خدا کا کلام نازل ہو اور اُن کے قلوب خدا کی رحمت اور اس کی محبت اور اس کی برکات کا گہوارہ بن جائیں - خدا کرے کہ

ایسا ہی ہو۔ خدا کرے کہ سوئے ہوئے دِل جاگ اٹھیں اور جاگے
ہوئے دِل ہوشیار اور چوکس ہو جائیں۔ آمین یا ارحم الراحمین۔
مَیں نے یہ مضمون ٹائیفائڈ کی بیماری میں بڑی تکلیف کے س
اپنے قلم سے لکھا ہے خدا کرے کہ اسے وہ تاثیر اور وہ مقبولیت
حاصل ہو جو خدا کی طرف سے آتی ہے اور جماعت کے نوجوانو
میں ایک نیک تبدیلی پیدا ہو جائے اور میرے لئے بھی یہ تحریک
ثواب اور مغفرت کا موجب ہو آمین ✦

خاکسار

مرزا بشیر احمد

ربوہ

۲۶ رجون سنہ ۱۹۵۶ء

(مطبوعہ جے ہند پرنٹنگ پریس جالندھر)

مطالعہ کیلئے مندرجہ ذیل لٹریچر پتہ ذیل سے

مفت طلب فرمائیں!

۱۔ احمدیت کا پیغام۔ اردو
۲۔ محامد خاتم النبیینؐ۔ اردو
۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں۔ اردو
۴۔ عقائد احمدیت۔ اردو۔
۵۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ اردو
۶۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی سیرت و سوانح اور آپ کی تعلیم اور جماعتِ احمدیہ کے مختصر حالات۔ اردو
۷۔ اسلام کا عالمگیر غلبہ۔ اردو۔
۸۔ تحریک احمدیت بھارت واسیوں کی نظر میں۔ اردو
۹۔ ضرورتِ مذہب۔ اردو
۱۰۔ ہماری تعلیم۔ اردو
۱۱۔ مولانا مودودی کے رسالہ ختمِ نبوت پر تبصرہ۔ اردو
۱۲۔ تبلیغِ اسلام زمین کے کناروں تک۔ اردو
۱۳۔ امام مہدی کا ظہور۔ اردو۔
۱۴۔ خاتم النبیین کے بہترین معنے۔ اردو
۱۵۔ وفات حضرت مسیح علیہ السلام پر علمائے مصر کا فتویٰ۔ اردو

ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان (پنجاب)

مندرجہ ذیل لٹریچر

قیمتاً طلب فرمایا جاسکتا ہے

۱ - قرآن مجید انگریزی	۰۰ —
۲ - لائف آف محمدؐ انگریزی	۰۰ —
۳ - اسلامی اصول کی فلاسفی انگریزی	۰۰ —
۴ - نظامِ نو . انگریزی	۶۲ ——
۵ - اسلام کا اقتصادی نظام انگریزی	۷۵ ——
۶ - مسیح ہندوستان میں . انگریزی -	۷۵ ——
۷ - حضرت مسیح علیہ السلام کہاں فوت ہوئے ؟ انگریزی	۰۰ ——
۸ - ہولی پرافٹ محمدؐ	۰۰ —
۹ - خصوصیاتِ قرآن انگریزی	۰۰ ۰۰
۱۰ - قبرِ مسیحؑ انگریزی	۶۲ ۰۰
۱۱ - آور ٹیچنگ	۶۲ ۰
۱۲ - آور موومنٹ	۶۲
۱۳ - احمدیت کیا ہے ؟ انگریزی	۰۰ ۰۰
۱۴ - مسیح کشمیر میں . انگریزی	۲۵ ۰۰
۱۵ - احمدیت یعنی حقیقی اسلام - انگریزی	۰۰ ۰۰
۱۶ - احمدیہ موومنٹ	۰۰

نوٹ : ڈاک خرچ اس کے علاوہ ہوگا ۔